88734 ـ نام ركھنے ميں تاخير كرنا

سوال

ہمارے ہاں بچے كى پيدائش ہوئى ليكن مينڈھا نہ ملنے كى بنا پر نام ركھنے ميں تقريبا پانچ ماہ تاخير ہو گئى، تو كيا اب ہم اس كا نام ركھ سكتے ہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

بچے كا نام ركھنے كے وقت كى تحديد ميں كئى ايك احاديث آئى ہيں جن ميں سے چند ايك درج ذيل ہيں:

1 ـ وہ احاديث جو پيدائش كے ساتويں روز بچے كا نام ركھنے كے استحباب پر دلالت كرتى ہيں:

عمرو بن شعيب عن ابيہ عن جدہ:

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے حكم ديا كہ بچے كا ساتويں روز نام ركھا جائے، اور اس كى گندگى دور كى جائے، اور اس كا عقيقہ كيا جائے "

سنن ترمذى حديث نمبر (2832) ترمذى نے اسے حسن غريب كہا ہے، اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے اسے صحيح ترمذى ميں حسن قرار ديا ہے.

سمرہ بن جندب رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" ہر بچہ اپنے عقيقہ كے ساتھ رہن اور گروى ركھا ہوا ہے، ساتويں روز اس كى جانب سے ذبح كيا جائے، اور اس دن اس كا نام ركھا جائے اور اس كا سر منڈايا جائے "

سنن ابو داود حديث نمبر (2838) علامہ البانى رحمہ اللہ نے الارواء الغليل (4 / 385) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

2 ـ وہ احاديث جو پہلے روز ہى نام ركھنے پر دلالت كرتى ہيں:

انس بن مالك رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" رات میرا ایك بیٹا پیدا ہوا ہے، جس كا نام میں نے اپنے باپ كے نام پر ابراہیم ركھا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2315).

اور جمہور علماء كہتے ہیں كہ اولى اور بہتر یہی ہے كہ بچے كا نام ساتویں روز ركھا جائے، اور انس بن مالك رضی اللہ تعالى عنہ والی حدیث صرف ولادت كے دن نام ركھنے كے جواز پر دلالت كرتی ہے نہ كہ استحباب پر.

دیكھیں: المغنی (9 / 356).

اور بعض مالكی اور امام نووی كہتے ہیں اور حنابلہ كے ہاں بھی ایك توجیہ ہے كہ ولادت كے پہلے روز نام ركھنا مستحب ہے اور اسی طرح ساتویں روز بھی مستحب ہے.

امام نووی رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" سنت یہ ہے كہ بچے كا نام ولادت كے ساتویں روز ركھا جائے یا پھر ولادت كے روز " انتہى.

دیكھیں: الاذكار (286). مزید دیكھیں: الانصاف (4 / 111).

اور امام بخاری رحمہ اللہ كا مسلك ہے كہ جو شخص عقیقہ كرنا چاہے تو وہ عقیقہ كے دن ساتویں روز تك نام ركھنے میں تاخیر كرے، اور جو عقیقہ نہ كرنا چاہے وہ پہلے روز ہی نام ركھ لے "

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" اور یہ (احادیث كے درمیان) بہت اچھا اور لطیف جمع جسے بخاری كے علاوہ كسی نے بھی جمع نہیں كیا " انتہى.

دیكھیں: فتح الباری (9 / 588).

اور عراقی رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" اور یہی (یعنی ساتویں روز مستحب ہے) قول حسن بصری اور مالك اور شافعی اور احمد وغیرہ كا ہے.

اور ہمارے اصحاب كہتے ہیں: اس سے قبل نام ركھنے میں كوئی حرج نہیں.

اور محمد بن سیرین اور قتادہ اور اوزاعی كا كہنا ہے:

جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس كی خلقت پوری ہو جاتی ہے اگر چاہیں تو اسی وقت اس كا نام ركھ سكتے ہیں.

اور ابن منذر كہتے ہيں: ساتويں روز بچے كا نام ركھنا بہتر اور اچھا ہے، اور جب چاہيں نام ركھ ليں.

اور ابن حزم كہتے ہيں: ولادت كے دن ہى بچے كا نام ركھا جائے، اور اگر ساتويں روز تك مؤخر كيا جائے تو يہ بہتر ہے.

اور ابن المہلب كہتے ہيں: جب بچہ پيدا ہو تو اسى وقت اس كا نام ركھنا جائز ہے، اور اس كے بعد بھى، ليكن اگر عقيقہ كرنے كى نيت ہو تو پھر سنت يہ ہے كہ ساتويں روز نام ركھا جائے، انہوں نے يہ امام بخارى كے قول سے ليا ہے جو انہوں نے باب باندھتے ہوئے كہا ہے:

عقيقہ نہ كرنا ہو تو ولادت كے دن ہى نام ركھنے كا باب. انتہى.

ديكھيں: طرح التثريب (5 / 203 ـ 204).

بہر حال اوپر جو بيان ہوا ہے وہ اس كى دليل ہے كہ معاملہ جواز اور استحباب كے درميان ہے، اور كوئى ايسى دليل نہيں ملتى جو ساتويں روز نام ركھنے كو فرض كرتى ہو، اور اگر كوئى شخص ساتويں روز سے بھى نام ركھنے ميں تاخير كرتا ہے تو اس ميں كوئى حرج نہيں ہے.

امام نووى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" ہمارے اصحاب وغيرہ كا كہنا ہے: پيدائش كے ساتويں روز نام ركھنا مستحب ہے، اور اس سے قبل اور بعد ميں جائز ہے، اس سلسلہ ميں صحيح احاديث ملتى ہيں " انتہى.

ديكھيں: المجموع (8 / 415).

اوپر جو كچھ بيان ہوا ہے اس كى بنا پر آپ كو چاہيے تو يہ تھا كہ آپ نئے مبارك بچے ـ ان شاء اللہ ـ كا نام پہلے يا ساتويں روز ركھ ليتے، پھر عقيقہ كا معاملہ آسانى تك چھوڑ ديتے كہ جب آسانى ہو عقيقہ كر ليا جائيگا، ليكن يہ ہے كہ اس ميں امر استحباب كے ليے ہے، اور اسے ترك كرنا گناہ اور سزا كا موجب نہيں.

مزيد آپ سوال نمبر (7889) اور (20646) كے جوابات كا مطالعہ ضرور كريں.

واللہ اعلم .